مشی گن یونیورسٹی امریکہ
میں
مستشرقین کا ستائیسواں عالمی اجتماع

ڈاکٹر قاضی نبی بخش[1]

ڈیڑھ سال قبل، مستشرقین کے ستائیسویں بین الاقوامی اجتماع میں شریک ہونے اور علمی مقالہ پڑھنے کے لئے مجھے مشی گن یونیورسٹی امریکہ کی طرف سے دعوت موصول ہوئی تھی۔ دوسری طرف ۱۹۶۷ء موسم گرما میں مغربی جرمنی کی طرف سے جرمن یونیورسٹیوں میں علمی تحقیق کے لئے بلایا گیا تھا اور میں مغربی جرمنی پہنچ چکا تھا۔ عالمی اجتماع میں جرمنی سے شریک ہونے والے محققوں کے لئے ایک خاص ہوائی جہاز کا انتظام کیا گیا تھا اس لئے مجھے مستشرقین کے اس بین الاقوامی اجتماع کی دعوت قبول کرنے میں بڑی آسانی ہوئی اور میں نے اپنے مقالے کا نام بھی ان کو لکھ کر بھیجا تھا۔ مذکور اجتماع اگست ۱۹۶۷ء کے وسط میں ہونا تھا اور اس وقت میں میونک یونیورسٹی جس کو جرمن میں مَن شین کہتے ہیں ملا صدرا شیرازی کے فلسفہ وجود پہ تحقیق کر رہا تھا، اگست کے اوائل میں اطلاع مل گئی کہ ۱۲ اگست کو فرینکفرٹ شہر سے صبح کو ۱۱ بجے طیارہ اڑان کرے گا۔ ٹھیک ۱۲ اگست کی صبح کو میونک سے طیارے پر سوار ہوا اور ایک گھنٹے کی اڑان کے بعد فرینکفرٹ شہر

[1] صدر شعبہ فارسی جامعہ سندھ۔

کے مطار پر اتر گیا ، دوسرے پروفیسر نہیں پہنچے تھے ۔ جیسے جیسے اجتماع کا وقت قریب آتا گیا ، سارے جرمنی سے علمی ماہر اور محققین پہنچ گئے ، کچھ پروفیسر ڈنمارک ، ہالینڈ، ترکی اور دوسرے ملکوں سے بھی آئے تھے ۔

کانگریس کی طرف سے ایک خاص طیارے کا انتظام کیا گیا تھا۔ طیارہ فرینکفرٹ (جرمنی)، پاریس (فرانس) ٹوکیو (جاپان) اور جنوبی امریکہ سے مشرقی علوم کے ماہرین کو لے کر آتا تھا۔ مطار پر ڈنمارک کے مشہور پروفیسر بار (جن کی عمر ستر سال سے اوپر تھی) سے ملاقات ہوئی۔ یہ آنجہانی جرمن پروفیسر آن ڈری آس کے شاگرد ہیں اور اس وقت کوپن ہاگین یونیورسٹی کے شعبہ علوم مشرق کے صدر ہیں۔ پروفیسر بار کو اگرچہ عربی، فارسی، ترکی اور دوسری زبانوں پر اچھی دسترس ہے ، لیکن موصوف کا خصوصی علمی میدان اوستا اور پہلوی قدیم ایرانی زبانیں ہیں۔ انہوں نے زردشتی مذہب کی پہلوی زبان میں لکھی ہوئی کتاب "نبدھشن" پر کافی تحقیقی کام کیا ہے۔ انہوں نے ترخانی کتبے بھی چھپوائے ہیں۔ فارسی میرا بھی خاص موضوع ہے اور جامعہ سندھ میں فارسی کی تعلیم دیتا ہوں، اس مناسبت سے پروفیسر بار سے میری کافی علمی مجلسیں ہوتی رہیں۔ پھر یہ عجیب اتفاق کہیئے کہ پروفیسر موصوف جرمن کی اسی یونیورسٹی سے پڑھ کر نکلے تھے جس یونیورسٹی کا میں تلمیذ رہا ہوں اور جہاں سے مجھے ڈاکٹری کی سند عطا ہوئی اور یہ تھی "گوٹنگن یونیورسٹی"۔ یورپ کے دوسرے پروفیسروں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں ۔

یہ طیار التقریباً نو گھنٹے اڑان کے بعد ڈی ٹرائٹ شہر کے مطار پر پہنچا۔ اس وقت امریکہ میں شام کے ۵ بجے تھے اور جرمنی میں دس بجے تھے ، ہم تو جرمن ٹائم کے عادی تھے ، اس لئے مجھے نیند آنے لگی ، ڈی ٹرائٹ مطار پر پروفیسر ڈاکٹر سید رضی واسطی سے ملاقات ہوئی ، موصوف بھی اسی طیارے میں آئے تھے ، میرے سر پر جناح کیپ دیکھ کر مجھے پہچان گئے ۔ اور پھر امریکہ کے پورے دو ہفتے کے سفر کے دوران ہم دونوں ساتھ ہی رہتے تھے ۔ پروفیسر رضی واسطی ہندوپاک تاریخ کے ماہر ہیں اور جامعہ لنڈن سے فارغ تحصیل ہیں ، برصغیر ہندوپاک کے برطانوی دور پر آپ کی ایک تحقیقی تالیف ہے ،

جو آکسفورڈ یونیورسٹی والوں نے شائع کی ہے اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں بھی مل سکتی ہے۔

جامعہ مشی گن، آئن آربر (ANN ARBOR) شہر میں واقع ہے اور یہ جامعہ، ممالک متحدہ امریکہ کی بڑی اور قدیم یونیورسٹیوں میں سے ایک یونیورسٹی ہے، اس یونیورسٹی کا تقریباً ایک سو سال سے علوم مشرقیہ سے تعلق رہا ہے اور وہاں کے کئی شعبے ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ ان میں اکثر شعبے ایسے ہیں جن کا تعلق مشرق قریب کے ادب اور زبانوں سے ہے جن پر عربی اسلام کا اثر غالب ہے۔ اسی طرح عجم میں اسلام پر بھی کافی تحقیقیں ہوئی ہیں اور یہاں کے کتب خانوں میں بھی اسلامی کتابوں کا اچھا ذخیرہ ہے۔

چین روس اور مشرقی یورپ کے کچھ ملکوں کے علاوہ باقی تمام دنیا سے تقریباً ستّرہ سو عالم اور اساتذہ کانگریس کے عالمی اجتماع میں شرکت کے لئے آئے تھے بعض پروفیسر تو اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے، اس لئے مہمانوں کی تعداد ڈھائی ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

وہاں ایک جرمن پروفیسر آئلرس (EILERS) سے میری ملاقات ہوئی — پروفیسر موصوف فارسی کے استاد ہیں، ہم نے آپس میں فارسی زبان میں بات چیت کی، پروفیسر کی جرمن عورت تھی، وہ بھی فارسی جانتی تھی۔ پروفیسر آئلرس کو جب یہ معلوم ہوا کہ میں پاکستان سے آیا ہوں تو انہوں نے میرے ساتھ بلوچی میں بات کرنا شروع کردی، میں نے لاعلمی کی معذرت کی اور پھر متاسف ہوا کہ باہر کے لوگوں کو بلوچی آتی ہے اور میں اس سے نابلد ہوں۔ اس اجتماع میں اورینٹیل کالج لاہور کے پرنسپل ڈاکٹر محمد باقر (جو اس وقت نیویارک میں مہمان پروفیسر کی حیثیت میں مقیم تھے) بھی شریک ہوئے تھے، اسی طرح راجشاہی یونیورسٹی سے اسلامی تاریخ کے پروفیسر ڈاکٹر محمد باری نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔

مستشرقین کی کانگریس پہلے دن کی افتتاحی مجلس کے بعد مختلف شعبوں میں بٹ

گئی اور مختلف جگہوں میں ایک ہی وقت اساتذہ اور علمی ماہرین نے اپنے اپنے علمی اور تحقیقی مقالے پڑھے۔ مقالوں کے عنوانوں پر جو کتاب شائع ہوئی تھی، اس میں تقریباً پانچ سو مقالات کے عنوانات درج تھے، لیکن بعض پروفیسروں کی عدم شمولیت کی وجہ سے ان کے مقالے پڑھنے سے رہ گئے۔ مختلف شعبے جہاں مقالے پڑھے گئے ان کے نام یہ ہیں:

۱۔ قدیم مشرق قریب ۲۔ مشرق قریب اور اسلامی دُنیا ۳۔ جنوب ایشیا قدیم اور کلاسیکی دور میں ۴۔ جدید جنوب ایشیا ۵۔ جنوب مشرقی ایشیا (برما، تھائی لینڈ، لاؤس، کمبوڈیا، ویٹ نام، فلپائن، ملائیشیا، سنگاپور اور انڈونیشیا) ۶۔ قدیم چین ۷۔ جدید چین ۸۔ جاپان ۹۔ کوریا ۱۰۔ وسط ایشیا اور التائی علوم۔

مذکورہ شعبوں سے معلوم ہوگا کہ اساتذہ اور ان کے مقالوں کا دائرہ کتنا وسیع ہوگا!!

اس کانگریس میں جاپانی اور جرمن مستشرقین کی تعداد دوسرے تمام ملکوں کے مستشرقین سے زیادہ تھی، جاپان سے ایک پورا طیارہ بھر کر آیا تھا۔ جاپان کے ایک پروفیسر ازوسی نامی 'ملا صدرا' کے فلسفے پر تحقیق کر رہے تھے، وہ اجتماع میں نہ آسکے۔ انہوں نے قرآنی اخلاق پر ایک کتاب لکھی ہے۔ پاریس سے ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب آئے تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ مشرق اور مغرب دونوں میں ایک مانی ہوئی علمی شخصیت ہے۔ انہوں نے سیرت اور حدیث میں کئی تحقیقی کتابیں تالیف کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر فرینچ زبان میں ایک کتاب تالیف کی ہے جو فرانس میں چھپی ہے اور دو جلدوں میں ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اسلامی تقویم پر ایک عالمانہ مقالہ پڑھا جس میں علمی، تاریخی اور تشریعی نقطۂ نظر سے بحث کی۔ اور یہ تحریک پیش کی کہ ماہرین اور علماء کے ذریعے علم ہیئت کے اصول کے مطابق جدید آلات کی مدد سے اسلامی تقویم کو باقاعدہ بنایا جائے۔ کانگریس نے اس تحریک کو منظور کرکے اقوام متحدہ کے تعلیمی، اجتماعی

اور ثقافتی ادارہ یونیسکو کی طرف بھیج دیا کہ اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

ترکی کے علماء، پروفیسر زکی ولیدی طوغان اور پروفیسر عبدالقادر قارہ خان سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

مختلف علوم پر مقالے نہایت دلچسپ تھے: اسلامی تاریخ، فقہ، فلسفہ، ادب تصوف اور دوسرے موضوعات پر مقالات پڑھے گئے۔ میں نے ایک شعبے میں احمد رومی کی فارسی مثنوی "دقائق الطریق" (تصنیف ۷۲۵ھ) کے مخطوطے پر مقالہ پڑھا۔ ایران شناسوں کی نشست میں شریک ہونے والوں کو میں نے بتایا کہ پاکستان میں ایران اور فارسی زبان پر کیا کام ہو رہا ہے۔ اس کانگریس میں مقالاتی نشست کے ساتھ عربی، فارسی اور ترکی کتابوں کے مخطوطوں کی نمائش بھی ہوئی تھی، جس میں مشی گن یونیورسٹی کے کئی نادر خطی نسخے موجود تھے، اسلامی ملکوں کے ہنر اور فنون کی بھی نمائش ہوئی تھی۔ دنیا کے مشہور کتب فروشوں نے اس موقعہ پر اپنی مطبوعہ کتب اور قلمی نسخوں کی نمائش کی تھی، جہاں ۲۵ فیصد کم قیمت پر کتاب خریدی جا سکتی تھی یا آرڈر دیا جا سکتا تھا۔ چینی اور جاپانیوں نے اپنے ہنر اور فنون کی الگ نمائش کی تھی۔ موسیقی کی محفلیں بھی رکھی گئی تھیں۔ ایک دن شام کو مغربی موسیقی کی مجلس تھی تو دوسرے دن شام کو مشرقی موسیقی کی محفل تھی جہاں انڈونیشیا، ملایشیا، چین اور جاپان کی موسیقی وہاں کے آلات طرب اور لباس کے ساتھ پیش کی گئی۔ امریکہ والوں نے اس کانگریس میں میزبانوں کے لئے رہائش اور طعام کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا تھا۔ اجتماع ایک ہفتہ جاری رہا اس کے بعد ایک ہفتہ کے لئے ہمیں واشنگٹن اور نیویارک لے گئے، جہاں سے ہم بذریعہ طیارہ جرمنی واپس آگئے۔